دعوت وتبلیغ اوراس کے طریق کار

(آخری قسط)

محترمہ عابدہ
ایبٹ آباد

حضرت ابومسعود انصاریؓ سے مروی ہے ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ میں تو فلاں شخص کی وجہ سے فجر کی نماز سے پیچھے رہ جاتا ہوں، کیونکہ وہ لمبی نماز پڑھاتا ہے۔

راوی کا بیان ہے: میں نے رسول اللہ ﷺ کو وعظ کے دوران کبھی اس قدر غصے میں نہیں دیکھا جتنا اس دن ہوئے، پھر فرمایا: یا أیھا الناس ! إن منکم منفرین ، فأیکم ، ماصلی بالناس فلیوجز؛ فإن فیھم الکبیر و الضعیف و ذا الحاجة (١٦)

اے لوگو! تم میں کچھ لوگ نفرت پھیلانے والے ہیں، جو شخص لوگوں کو نماز پڑھائے وہ مختصر کرے، ان میں بوڑھے، کمزور اور کام والے بھی ہوتے ہیں۔

مخاطب کی ذہنی استعداد: دعوت وتبلیغ میں حکمت کا تقاضا یہ ہے کہ داعی مخاطب کی ذہنی استعداد کا لحاظ رکھتے ہوئے اپنی دعوت پیش کرے، اگر داعی عام مخاطب کی ذہنی استعداد کو نظر انداز کرتے ہوئے منطقی استدلال اور فلسفیانہ بحثیں شروع کردے یا کسی صاحب علم اور دانشور شخص کو دعوت دیتے وقت گفتگو کا غیر علمی اور غیر عقلی اسلوب اختیار کرے، تو اس صورت میں دعوت کے مؤثر ہونے کی توقع رکھنا فضول ہے، اس لیے داعی کا فرض ہے کہ وہ مخاطب کی ذہنی استعداد نفسی کیفیات کا لحاظ کرتے ہوئے دعوت کا فریضہ ادا کرے، داعی درحقیقت ایک بے مثال استاد اور مربی کی طرح ہے، جو سامع کا نفسیاتی جائزہ لیتے ہوئے اس کے ذہنی پس منظر، اس کی استعداد اور اس کے مزاج کو سامنے رکھ کر بات کرتا ہے، وہ ایک پڑھے لکھے اور ان پڑھ شخص سے مختلف طریقوں اور اسالیب سے گفتگو کرتا ہے، خود داعیٔ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ مخاطب کے ذہنی معیار کی رعایت فرمائی، یہی وجہ تھی کہ ہر شخص آپؐ سے مطمئن ہوتا تھا، حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔

اِن اعرابیا أتی رسول اللہ ﷺ فقال : یارسول اللہ ﷺ ! إن امرأتی ولدت غلاما اسود ، و انی انکرته ، فقال له النبی ﷺ : ھل لك من إبل ؟ قال : نعم ، قال: ما ألوانھا ؟ قال : حمر ، قال : فھل فیھا من أوراق ؟ قال : نعم، قال : رسول اللہ ﷺ ! فأنی ھو ؟ قال ! لعله ، یارسول اللہ ! یکون نزعه عرق له، فقال له رسوله اللہ ﷺ ! وھذا لعله أن یکون نزعه عرق له (١٧)

ایک اعرابی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا، اے اللہ کے رسول ﷺ! میری بیوی نے سیاہ بچے کو جنم دیا ہے اور

میں اس کو پسند نہیں کرتا، رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: کیا تمہارے پاس اونٹ ہیں؟ اسنے کہا: ہاں، آپ نے فرمایا، ان کے رنگ کیا ہیں' اس نے کہا: سرخ ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا، ان میں کوئی سیاہی مائل بھی ہے؟ اس نے کہا: ہاں، سیاہی مائل بھی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا وہ کہاں سے آگیا؟ کہنے لگا: اے اللہ کے رسول ﷺ: شاید ان کی کہیں اصل نسب میں ہوگا، آپ ﷺ نے فرمایا: شاید یہ بھی کہیں اصل نسب میں ہوگا۔ چنانچہ وہ بدو بالکل مطمئن ہوگیا، رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی یہی تلقین فرمائی کہ وہ لوگوں کی عقل اور ذہنی استعداد کے مطابق دعوت دیں،

مخاطب کا مقام ومرتبہ: داعی کا فرض ہے کہ وہ ممکن حد تک مخاطب کے معاشرتی وسیاسی مقام ومرتبہ کا لحاظ رکھے، کیونکہ ایسے لوگ عزت افزائی کے عادی ہوچکے ہوتے ہیں، اگر داعی اُن کے مقام ومرتبہ کو نظر انداز کرے گا تو ممکن ہے کہ شیطان اسے گمراہ کردے اور اسے حق بات سننے سے روک دے، اس لیے داعیٔ حق کو چاہئے کہ وہ ایک خاص حد تک ان کی اس کمزوری کا لحاظ رکھے تاکہ قبول حق میں ان کے اپنے نفس کی مزاحمتوں کے سوا' داعی کی عرف سے کوئی رکاوٹ پیدا نہ ہو۔

خود رسول اللہ ﷺ کا یہ عمل تھا کہ آپ ﷺ وفود عرب، جو عام طور پر قبائلی رؤسا اور سرداروں پر مشتمل ہوتے تھے، کی پیشوائی فرماتے، ان کے احترام کے لیے کھڑے ہوتے اور ان کی عزت افزائی فرماتے، چنانچہ کئی وفود جو محض معاہدہ صلح کے لیے بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوتے تھے، آپ ﷺ کے حسن اخلاق اور عزت افزائی سے اس قدر متاثر ہوئے کہ اسلام قبول کرلیا کرتے تھے، جس طرح وفدِ اشجع معاہدہ صلح وامن کے لیے آیا تھا۔ لیکن آپ ﷺ کے حسن اخلاق سے متاثر ہوکر اسلام قبول کرلیا، آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی یہی حکم دیا وہ لوگوں سے ان کے مقام ومرتبہ کے مطابق سلوک کریں، آپ ﷺ نے فرمایا: انزلوا الناس منازلهم (۱۸) ''لوگوں سے ان کی قدر ومنزلت کے مطابق پیش آؤ''۔

مخاطب کے مقام ومرتبہ کا لحاظ رکھنے اور دعوت کو نرم انداز میں پیش کرنے کا حکم اس حد تک ہے جہاں تک حق کے وقار کو ٹھیس نہ پہنچے، اگر اس اسلوب کو اختیار کرنے سے دعوت حق کا وقار مجروح ہو تو داعی کو چاہیے کہ وہ ان تمام طریقوں سے پرہیز کرے۔

بیان میں اختصار: داعی کے لیے اس امر کا لحاظ رکھنا ضروری ہے کہ فضول تکرار اور بے فائدہ بیان کو طویل کرنا کہیں لوگوں کو دعوت کے مضامین سے متنفر نہ کردے، رسول اللہ ﷺ کے خطبے نہایت مختصر ہوا کرتے تھے، آپ ﷺ نے خطبہ کے اختصار کو خطیب کی دانش مندی کی علامت قرار دیتے ہوئے فرمایا: إن من البيان لسحراً (۱۹) ''بعض خطبے جادو ہوتے ہیں''۔

اس حدیث میں اسی حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ اگر داعی کا بیان مختصر، جامع اور بلیغ ہوگا تو وہ جادو کی طرح اثر کرے گا، جبکہ طویل بیان نہ صرف سامع کی طبیعت کو کند کردے گا بلکہ دعوت کو قبول کرنے کی حس اور صلاحیت کو بھی ختم کردے گا، اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے دعوت وتبلیغ میں ہمیشہ اختصار سے کام لیا، نیز آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بھی اسی نہج پر تربیت فرمائی۔

عمار بن یاسرؓ فرماتے ہیں: أمرنا رسول الله قصار الخطب (۲۰) ''رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ میں اختصار کا حکم دیا''۔

حضرت عمار بن یاسرؓ نے ایک مرتبہ خطبہ دیا تو آپؓ نے خطبہ کو مختصر کیا قبیلہ قریش کے ایک شخص نے کہا اگر آپؓ کچھ مزید فرماتے تو بہتر تھا، آپؓ نے جواب دیا۔ إن رسول اللہ ﷺ نهى ان نطيل الخطبة (۲۱) ''رسول اللہ ﷺ نے

ہمیں طویل خطبہ سے منع فرمایا ہے"۔

جبر واکراہ سے اجتناب: قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قد تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ﴾(۲۲) ''دین میں زبردستی نہیں ہے، تحقیق ہدایت گمراہی سے الگ کردی گئی ہے''۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے کھل کر اس حقیقت کا اظہار کیا ہے کہ دین ایسی چیز نہیں جس کو زبردستی کسی پر ٹھونسا جائے۔ دعوت دین کا یہ وہ اسلوب ہے جس کو نہ صرف رسول اللہ ﷺ نے خود اختیار کیا بلکہ صحابہ کرام ؓ کو بھی اس کی تلقین کی، کیونکہ دین اسلام کا اولین جزو ایمان ہے، اور ایمان نام ہے یقین کا اور یقین جبر واکراہ سے پیدا نہیں کیا جاسکتا، داعی کو چاہیئے کہ وہ مدعو کو مائل کرے نہ کہ قائل کرے۔

☆......☆......☆

حوالہ جات

1۔ سیرت النبی ﷺ 91/4 2۔ النحل 125/16

3۔ صحیح البخاری کتاب العلم ، باب من جعل لاهل العلم ایاماً معلومة ج 70 ص 17۔

4۔ ایضاً کتاب فضائل القران ، باب تالیف القران ح4993 ص896۔

5۔ ایضاً کتاب المغازی ، باب بعث ابی موسیٰؓ و معاد الی الیمن ج4347 ص736۔

6۔ طٰهٰ 44,43,20۔

7۔ ابن هشام ، "السيرة النبويه" فصل اسلام الطفيلؓ بن عمر و الدوسی 4221/1،داراحیاء التراث العربی بیروت 1995۔

8۔ ابن کثیر ، ابوالفداء اسماعیل ابن عمر ، البدایة و النهایة 351/1' المکتبة القدوسیة لاهور 1984۔

9۔ ابن هشام ، اسلم بنی الحارث بن کعب 250/4 تاریخ الامم و الملوك 157/3' واقعات 10۔

10۔ ابن هشام ، اسلام بنی الحارث بن کعب 249/4۔

11۔ الانعام 68/6۔

12۔ الموطاء، کتاب حسن الخلق ، باب ماجاء فی حسن الخلق ج690 ص 555 صحیح مسلم ج 6045 صحیح البخاری ج 6126۔

13۔ صحیح البخاری ، کتاب الوضوء باب یصیب الماء علی البول فی المسجد ، ج 220ص 41۔

15۔ سنن ابی داؤد ، کتاب الصلوٰة ، باب تخفیف الصلوٰه ، ج 790ص123۔

16۔ صحیح البخاری ، کتاب الأحکام، باب هل یقضی القاضی، أو یفتی وهو غضبان ؟ ج 7159 ص1232 ۔

17۔ ایضاً کتاب الطلاق ، باب اذا عرض بنفعی الولد ج 5305ص948۔

18۔ سنن أبی داود ، کتاب الادب، باب فی تنزیل الناس منزلهم ج 4842ص684۔

19۔ ایضاً کتاب الادب ، باب ماجاء فی الشعر ج 5011ص705۔

20۔ ایضاً کتاب الصلوٰة باب اقصار الخطب ج1106 ص166۔

21۔ المسند ، حدیث عمار بن یاسرؓ، ج18410, 419/5 ۔

22۔ البقره ،256/2۔